عرب جمہوریہ مصر ۱۵ شعبان ۱۴۴۳ھ

وزارت اوقاف ۱۸ مارچ ۲۰۲۲ء

بحران کے زمانے میں قومی یکجہتی

ترقی یافتہ معاشروں کی علامت یہ ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے لگاؤ رکھتے ہیں، ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں، ان کے دل آپس میں شیر و شکر ہوتے ہیں، خاص کر کے مشکل وقتوں میں۔ نبی کریم ﷺ نے ایسے بہترین معاشروں کا وصف ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے: مومنوں کی مثال آپس میں محبت کرنے میں، ایک دوسرے پر مہربانی کرنے میں، ایک دوسرے کے ساتھ شفقت سے پیش آنے میں جسم کی طرح ہے، جب اس کے کسی ایک حصے کو تکلیف پہنچتی ہے، تو پورا جسم شب بیداری اور بخار کے اثر سے تڑپتا ہے۔ ایک دوسری جگہ آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ایک مومن دوسرے مومن کے لیے، ایک عمارت کی طرح ہوتا ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے کو تقویت بخشتا ہے، اور (اس وقت) آپ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کیا ہوا تھا۔

قومی بحران کا وقت کئی چیزوں میں ہم سے وطنی یکجہتی کا تقاضہ کرتا ہے، جن میں سے ایک تو یہ ہے کہ دھوکا دھڑی، اجارہ داری اور ناجائز استحصال کی سبھی صورتوں سے ہم کوسوں دور رہیں۔ ہمارے دینِ حنیف نے ان بیماریوں سے ہمیں سختی سے روکا ہے اور دھوکا دھڑی اور اس کی جانب سے اس کی تمام قسموں کے بارے میں بہت ہی زبردست ممانعت آئی ہے۔ مدینہ منورہ میں جو سب سے پہلی آیتیں نازل ہوئیں، اِنھیں میں سے ایک یہ آیت بھی تھی: "وَيۡلٞ لِّلۡمُطَفِّفِينَ (١) ٱلَّذِينَ إِذَا ٱكۡتَالُواْ عَلَى ٱلنَّاسِ يَسۡتَوۡفُونَ (٢) وَإِذَا كَالُوهُمۡ أَو وَّزَنُوهُمۡ يُخۡسِرُونَ (٣) أَلَا يَظُنُّ أُوْلَٰٓئِكَ أَنَّهُم مَّبۡعُوثُونَ (٤) لِيَوۡمٍ عَظِيمٖ (٥) يَوۡمَ يَقُومُ ٱلنَّاسُ لِرَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ" "بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی (۱) کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں (۲) اور جب انھیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں (۳) کیا انھیں اپنے مرنے کے بعد جی اٹھنے کا خیال نہیں (۴) اس عظیم دن کے لیے (۵) جس دن سب لوگ رب العلمین کے سامنے کھڑے ہوں گے" [مطففین:۱-۶]،

شعیب علیہ السلام کے قول کو نقل کرتے ہوئے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: "وَيَٰقَوۡمِ أَوۡفُواْ ٱلۡمِكۡيَالَ وَٱلۡمِيزَانَ بِٱلۡقِسۡطِۖ وَلَا تَبۡخَسُواْ ٱلنَّاسَ أَشۡيَآءَهُمۡ وَلَا تَعۡثَوۡاْ فِي ٱلۡأَرۡضِ مُفۡسِدِينَ" "اے میری قوم! ناپ تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کرو، لوگوں کو ان کی چیز کم نہ دو اور زمین میں فساد اور خرابی نہ مچاؤ!" [ہود:۸۵] ارشاد نبوی ﷺ ہے: جس نے ہمیں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

اسی طرح سے شریعتِ مطہرہ نے ہر طرح کی اجارہ داری اور استحصال سے منع فرمایا ہے، کیوں کہ یہ صرف اس ناجائز مقصد کے لیے لوگوں کے رزق اور ان کی ضروریاتِ زندگی کے ساتھ ایک طرح کا کھلواڑ کرنا اور ان پر ناجائز قبضہ کرنا ہے، تاکہ ان کے ساتھ زور زبردستی کرکے، انھیں مصیبت میں ڈال کرکے کسی بھی طرح غیر قانونی طریقے سے مال ہڑپ کرجائیں! ارشاد باری ہے: "يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَأۡكُلُوٓاْ أَمۡوَٰلَكُم بَيۡنَكُم بِٱلۡبَٰطِلِ إِلَّآ أَن تَكُونَ تِجَٰرَةً عَن تَرَاضٖ مِّنكُمۡۚ وَلَا تَقۡتُلُوٓاْ أَنفُسَكُمۡۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِكُمۡ رَحِيمٗا" "اے ایمان والو! اپنے آپس کے مال ناجائز طریقے سے مت کھاؤ، مگر یہ کہ تمھاری آپس کی رضامندی سے ہو خرید و فروخت، اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو، یقیناً اللہ تعالی تم پر نہایت مہربان ہے۔" [نساء:۲۹] ارشاد نبوی ﷺ ہے: ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، اس کا مال، اور اس کی عزت (نیلام کرنا) حرام ہے۔ ایک دوسرے مقام پر نبی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اجارہ داری وہی کرتا ہے جو غلط ہو۔ اجارہ داری کرنے والے کا نہ تو کوئی ضمیر ہوتا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی وطن، کیوں کہ وہ اپنی ذات کو دین، وطن اور انسانیت ہر چیز سے اوپر رکھتا ہے۔ جس کے نتیجے میں لازمی طور پر اللہ تعالی کی ناراضگی اور لوگوں کا اس کے خلاف بغض ابل پڑتا ہے۔

اجارہ داری اور استحصال کرنے والے کو اگر یہ معلوم ہو جاتا کہ اجارہ داری اور استحصال سے جو اس نے مال کمایا ہے وہی مال بروزِ قیامت اس کے اوپر وبال بننے والا ہے، تو وہ اس ظلم سے باز آجاتا۔ ارشاد باری ہے: "وَمَن يَغۡلُلۡ يَأۡتِ بِمَا غَلَّ يَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ" "ہر خیانت کرنے والا خیانت کو لیے ہوئے قیامت کے دن حاضر ہوگا" [آل عمران:۱۶۱] ارشاد نبوی ﷺ ہے: (حلال طریقے سے) روزی کمانے والے کو رزق ملتا ہے اور اجارہ داری کرنے والے پر لعنت برستی ہے۔ ایک اور مقام پر نبی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: دینار و درہم کا بندہ ہلاک ہوگیا۔

وطن سے محبت کرنے والا سچا تاجر وہ ہوتا ہے جو دھوکا نہیں دیتا، فَریب نہیں کرتا اور خیانت سے کام نہیں لیتا، بلکہ اس کی وطن سے محبت - خاص کر کے بحران کے وقت -- اسے اس بات پر مجبور کر دیتی ہے کہ وہ اپنا نفع کم رکھے، تاکہ لوگوں کے لیے آسانی پیدا ہو سکے۔ بلاشبہ یہ مہربانی والا وہ عمل ہے جس پر اسے ثواب ملے گا۔ اللہ تعالی نے اپنے نبی کی زبانی سچے تاجر کو اجرِ عظیم دینے کا وعدہ فرمایا ہے: ارشاد نبوی ﷺ ہے: سچا امانت دار تاجر نبیوں، صدِّیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہو گا۔ ایک دوسرے مقام پر حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ایک مہربان آدمی جب بھی کچھ بیچتا ہے، یا خریدتا ہے، یا پھر (اپنے قرض) کا تقاضہ کرتا ہے (ہر حال میں) اللہ تعالی اس پر اپنی رحمت نازل فرماتا ہے۔

برادرانِ اسلام!!

بحران کا زمانہ ہم سے قربانی مانگتا ہے، نہ کہ خود پرستی اور استحصال۔ اسی طرح یہ زمانہ ہم سے ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی کرنے کا مطالبہ کرتا ہے، نہ کہ سختی اور خود پرستی کا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: جو مجھ پر ایمان رکھتا ہے وہ ایسا نہیں کر سکتا کہ خود پیٹ بھر کر سو رہا ہو، اور دوسری طرف اس کا پڑوسی اس کے پڑوس میں بھوکا ہو اور اسے اس بات کا علم بھی ہو۔ یوں ہی یہ زمانہ ہم سے اس بات کا بھی مطالبہ کرتا ہے کہ آپس میں محبتیں باٹیں، دوسروں کے لیے اپنے مال کے دروازے کھول دیں۔ ارشاد باری ہے: "وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِۦ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ" "وہ اپنے اوپر انھیں ترجیح دیتے ہیں، گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو (بات یہ ہے) کہ جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیا وہی کامیاب (اور بامراد) ہے" [حشر:۹]، ارشاد نبوی ﷺ ہے: اشعری قبیلے کے لوگ جب کسی جنگ پر جاتے، یا پھر شہر میں ان پر قحط سالی آجاتی تو وہ ایک کپڑے میں اپنا سب کچھ جمع کر لیتے، پھر آپس میں اسے ایک پیمانے سے برابر برابر تقسیم کر لیتے، لہٰذا وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

بلاشبہ سماجی اور انسانی روابط کو آپس میں مضبوط کرنے میں، اور معاشرے کے افراد کے درمیان الفت ومحبت کو فروغ دینے میں اس یکجہتی کا بہت بڑا ہاتھ ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اس شریعتِ مبارکہ نے اس پر بہت زور دیا ہے۔ ارشادِ باری ہے: "وَتَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلۡبِرِّ وَٱلتَّقۡوَىٰۖ وَلَا تَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلۡإِثۡمِ وَٱلۡعُدۡوَٰنِ" "نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم وزیادتی میں مدد نہ کرو" [مائدہ:۲] یکجہتی اور تعاون کی ایک بہت واضح مثال یہ ہے کہ بھلائی کے راستوں میں مال خرچ کیا جائے، خاص کر کے غریبوں کو کھانا کھلایا جائے اور ان کی حاجت پوری کی جائے۔ نیک اور متقین کا وصف بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: "وَيُطۡعِمُونَ ٱلطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِۦ مِسۡكِينٗا وَيَتِيمٗا وَأَسِيرًا (٨) إِنَّمَا نُطۡعِمُكُمۡ لِوَجۡهِ ٱللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمۡ جَزَآءٗ وَلَا شُكُورًا (٩) إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوۡمًا عَبُوسٗا قَمۡطَرِيرٗا (١٠) فَوَقَىٰهُمُ ٱللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ ٱلۡيَوۡمِ وَلَقَّىٰهُمۡ نَضۡرَةٗ وَسُرُورٗا (١١) وَجَزَىٰهُم بِمَا صَبَرُواْ جَنَّةٗ وَحَرِيرٗا" "اور اس کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں مسکین، یتیم اور قیدیوں کو (۸) ہم تو تمھیں صرف اللہ تعالی کی رضامندی کے لیے کھلاتے ہیں نہ تم سے بدلا چاہتے ہیں نہ شکر گزاری (۹) بیشک ہم اپنے پروردگار سے اس دن کا خوف کرتے ہیں جو اداسی اور سختی والا ہوگا (۱۰) پس انھیں اللہ تعالی نے اس دن کی برائی سے بچا لیا اور انھیں تازگی اور خوشی پہنچائی (۱۱) اور انھیں ان کے صبر کے بدلے جنت اور ریشمی لباس عطا فرمائے" [دہر:۸-۱۲] جن لوگوں کو دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال ملے گا، ان کا وصف بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: "أَوۡ إِطۡعَٰمٞ فِي يَوۡمٖ ذِي مَسۡغَبَةٖ (١٤) يَتِيمٗا ذَا مَقۡرَبَةٍ (١٥) أَوۡ مِسۡكِينٗا ذَا مَتۡرَبَةٖ" "یا بھوک والے دن کھانا کھلانا (۱۴) کسی رشتہ دار یتیم کو (۱۵) یا خاکسار مسکین کو" [بلد:۱۴-۱۶] ارشاد نبوی ﷺ ہے: (ضرورت مندوں کو) کھانا کھلاؤ، صلۂ رحمی کرو، اور رات میں اس وقت نماز پڑھو جب کہ سارے لوگ سوئے ہوئے ہوں؛ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے! اسی طرح ایک اور مقام پر نبی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: تم میں بہترین شخص وہ ہے جس نے کھانا کھلایا۔

اے اللہ! ہمارے ملک مصر اور دنیا کے سبھی ملکوں کی حفاظت فرما!